بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم :- اتوار

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۹/۲۴	۲۵ شوال ۱۳۸۹ھ ۔ ۴ صلح ۱۳۴۹ ہش ۔ ۴ جنوری ۱۹۷۰ء	نمبر ۴

جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی طرف سے وقفِ جدید کے تیرھویں سال کا اعلان

احبابِ جماعت کو پہلے سے بڑھ چڑھ کر وعدے لکھوانے اور انہیں وقت کے اندر ادا کرنیکی تلقین

احبابِ جماعت جلسہ سالانہ کے آخری دن یعنی ۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد سُن چکے ہیں کہ وقفِ جدید کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اَب تیرھویں سال میں قدم رکھ رہی ہے۔ حضور نے وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے احبابِ جماعت کو تلقین فرمائی کہ وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر اپنی قربانیوں کو پیش فرماویں اور نہ صرف اضافے کے ساتھ اپنے وعدہ جات پیش فرماویں بلکہ ان وعدوں کو وقت کے اندر پُورا کرنے کی کوشش فرماویں۔

اب عہدیدارانِ وقفِ جدید کا فرض ہے کہ وہ اِس اعلان کو دیکھتے ہی اپنے اپنے حلقہ جات اور تمام احباب کے وعدہ جات سے فوری طور پر دفتر وقفِ جدید کو اطلاع دیں تاکہ ان کے نام اور وعدہ جات کی رقوم دعا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جاسکیں ؂

(ناظم مال وقفِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کا عزمِ انگلستان اور درخواستِ دعا

محترم جناب ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضلِ عمر ہسپتال ربوہ کے فرزندِ ارجمند مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب ڈاکٹری کی مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے انگلستان جانے کے لئے ۲ ماہِ صلح ۱۳۴۹ ہش مطابق ۲ جنوری ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ۳ بجے سہ پہر ربوہ سے بذریعہ موٹر کار لاہور روانہ ہوگئے۔ آپ ۳ جنوری کو ۱۱ بجے لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی جائیں گے اور پھر وہاں سے ۴ جنوری کو صبح سات بجے بذریعہ ہوائی جہاز عازمِ انگلستان ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲ ماہِ صلح کو مسجد مبارک میں نمازِ جمعہ پڑھانے کے بعد احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے فرزند عزیز ڈاکٹر مرزا مبشر احمد کو اللہ تعالیٰ نے خدمتِ اسلام کے لئے زندگی وقف کرنے کی توفیق دی تھی چنانچہ انہوں نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور فضلِ عمر ہسپتال میں بطور ڈاکٹر کام بھی کیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ڈاکٹری کی مزید تعلیم کے لئے رخصت لے کر اپنے خرچ پر انگلستان جا رہے ہیں۔ آج نمازِ جمعہ کے بعد روانگی ہوگی۔ میری خواہش اور درخواست ہے کہ احباب ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم میں اور عقل میں برکت ڈالے اور ان کے (باقی صفحہ ۸ پر)

اخبارِ احمدیہ

● ربوہ ۴ صلح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ صحت ٹھیک ہے البتہ سر درد ہلکی ہلکی ہو رہی ہے۔ احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور ایدہ اللہ کی حرمِ محترم، حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو کل تمام دن بخار رہا شام کے وقت ٹمپریچر ۱۰۲ تھا۔ احباب حضرت سیدہ مدظلہا کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کیلئے خاص توجہ سے دعا کریں ؂

● ربوہ ۴ صلح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت دل کی کمزوری کی وجہ سے ناساز چلی آرہی ہے۔ احباب آپ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کیلئے دعائیں جاری رکھیں ؂

● ربوہ ۳ صلح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کل مسجد مبارک میں نمازِ جمعہ پڑھائی۔ نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور نے جلسہ سالانہ کی بہر نوع کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا ہمارا دل اپنے ربِّ رحمٰن کی حمد اور شکر سے لبریز ہے اسنے وقت سے پہلے بھی یہ بشارت دی تھی اور بہت سے بھائیوں اور بہنوں کو خوابوں کے ذریعہ بھی بتایا تھا کہ یہ جلسہ سالانہ (منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء) بہت بابرکت ہوگا چنانچہ اِس موقع پر بیشمار برکتوں اور رحمتوں کو دوستوں نے نازل ہوتے دیکھا یا محسوس کیا۔ حضور نے اِس سلسلہ میں چاٹگام کی ایک احمدی خاتون کا خواب بھی سُنایا جس میں انہیں بتایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "مَیں اِس جلسہ پر آنے والوں سے بہت خوش ہوں، مَیں نے ان کے لئے بہت دعائیں کی ہیں اور کر رہا ہوں"

حضور نے اِس امر پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کے علاوہ کہ اُس نے ہمارے اِس جلسہ کو پہلے جلسوں سے زیادہ بابرکت کیا جلسے کے انتظامات کی تعریف کی اور احباب کو رضا کاروں کے لئے دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔ حضور نے نئے سال کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سال جس میں ہم داخل ہوئے ہیں بڑا اہم ہے۔ حضور نے اِس سال کے غیر معمولی طور پر بابرکت ہونے کے لئے بھی دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی ؂

● مکرم مولوی داؤد احمد حنیف صاحب گیمبیا میں پونے چار سال تک فریضۂ تبلیغ سر انجام دینے کے بعد ۲۱ دسمبر ۱۹۶۹ء کو ربوہ واپس تشریف لائے آپ اُسی روز لائل پور تک بذریعہ ہوائی جہاز اور لائل پور سے بذریعہ بس ربوہ پہنچے۔ مکرم مولوی صاحب کا ۲۲ دسمبر ۱۹۶۹ء کو دفاتر تحریکِ جدید میں استقبال کیا گیا جہاں انہیں پھولوں کے ہار پہنا کر مرکزِ سلسلہ میں انکی مراجعت پر انکی خدمت میں مبارکباد پیش کی گئی (وکالتِ تبشیر ربوہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۴ ؍صلح ۱۳۴۹ ہش

رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام دُنیا اور قیامت تک تمام وقتوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے چنانچہ آپؐ کا خطاب قرآنِ کریم میں رحمۃٌ للعالمین ہے جس کے معنی ہیں کہ آپؐ تمام عالموں خواہ موجود ہیں یا آئندہ ظہور پذیر ہونے والے ہیں قیامت تک کے لئے ایک رحمت ہیں۔ آپؐ پر اسی لئے تمام کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے ہیں نبوت کا کوئی کمال ایسا نہیں ہے جس سے آپؐ سرفراز نہ کئے گئے۔ ختمِ نبوت کے یہی معنی ہیں یعنی آپ پر تمام نبوتوں کا اختتام ہو چکا ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ع

ہر نبوت را بروشد اختتام

اب کوئی کمالِ نبوت ایسا نہیں رہا جس کے لئے کوئی نیا یا پُرانا نبی آپکے بعد مبعوث کیا جائے۔

الغرض سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں اور تمام مقاموں کے لئے حق کے واحد پیغام رساں ہیں۔ چنانچہ جب آپؐ کو صلح حدیبیہ کے بعد قریش اور عرب کے دیگر قبائل سے امن کی فرصت حاصل ہوئی تو آپ نے دم نہیں لیا بلکہ عرب سے باہر کے ممالک کے سربراہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے جن میں سے اب بھی بعض موجود ہیں۔ شاید ہی کوئی چھوٹا موٹا رئیس ہو گا جس کو تبلیغ نہ کی گئی ہو۔ یہ اسی وجہ سے تھا کہ آپؐ تمام عالَم کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئے تھے اس لئے جو تعلیم آپؐ دینا چاہتے تھے اس تعلیم کو چند مختصر الفاظ میں اس وقت کی معلومہ دنیا کو آپؐ نے پہنچا دیا۔ اس مہم کا بعد میں بڑا اچھا نتیجہ پیدا ہُوا اور مسلمانوں نے اس تبلیغی مہم کو تکمیل تک پہنچایا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ گزشتہ چودہ سَو سال کے عرصہ میں اسلام کے شیدائی اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پہنچانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ ان شیدائیوں نے دنیوی اسباب کا سہارا نہیں لیا بلکہ بغیر سروسامان کے جہاں تک کوئی جاسکتا تھا گیا اور غیر اقوام میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ ہندوستان ہی کو لے لیجئے یہاں مسلمان بادشاہوں کی فتوحات سے بہت پہلے مسلمان درویش تبلیغِ اسلام کے لئے پہنچ چکے تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں دوسرے ممالک کی طرح اسلام کا پیغام انہی درویشوں کا کارنامہ ہے۔ جہاں تک مسلمان بادشاہوں کا تعلق ہے انہوں نے ایک رنگ میں ان درویشوں کے کام کو نقصان ہی پہنچایا ہے۔ درویشوں کا طریق خالص اسلامی طریق تھا وہ وعظ و نصیحت اور اپنے نمونہ سے اور لوگوں کی بھلائی کے کام کرنے اور دعاؤں سے کام لیتے تھے۔ ان کی قبولیتِ دعا کے واقعات جب پھیلتے تو غیر مذاہب کے لوگ بھی اپنی مرادوں کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے۔ اور چونکہ یہ درویش مبلّغ کسی قسم کا لالچ یا طمع نہیں رکھتے تھے اور حقیقت میں خداشناس ہوتے تھے۔ ان کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی تھیں۔ ان کی یہ کرامات سمجھی جاتیں اور اس طرح ان کا تبلیغی حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا تھا۔ جہاں جہاں یہ درویش مبلّغ پہنچے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ وہیں اسلام پھیلا ہے۔ مگر جہاں مسلمان بادشاہ حکمرانی کے مرکز بناتے رہے ہیں وہاں اسلام کو وہ قبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ بادشاہوں کی شان و شوکت سے مرعوب ہو کر بعض نے بیشک اسلام قبول کیا ہے لیکن اکثر ایسے لوگ زمانہ ساز ہوتے تھے اور دنیا کی خاطر بادشاہ کا دین اختیار کر لیتے تھے اگرچہ بعد میں ان کی نسلیں بھی پکّی مسلمان بن گئیں لیکن درویشوں کی تبلیغ سے جو لوگ مسلمان ہوتے رہے ہیں وہ اکثر مخلص ہوتے تھے۔ آج بھی آپ ہندوستان کے بعض علاقوں کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ جہاں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں کوئی نہ کوئی درویش پہنچا ہے جس نے اپنی تبلیغ سے علاقے کے علاقے کو اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اس لئے جو لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے تبلیغی مشن قائم نہیں کئے غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

(باقی)

قائدینِ اضلاع خدام الاحمدیہ توجہ فرمائیں

قائدینِ اضلاع خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے ضلع کے اطفال کے بارہ میں یہ رپورٹ جلد از جلد ارسال کریں کہ کتنے اطفال سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات زبانی یاد کر چکے ہیں۔ قائدینِ اضلاع کو معین اعداد و شمار کے ساتھ اپنی رپورٹ جلد از جلد بھجوا دینی چاہیئے۔

(مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اعلانِ نکاح

۱۔ مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو بعد نماز ظہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت خاکسار کے بھانجے عزیزم عبد اللطیف صاحب خالد ابن مکرم میاں عبد الحکیم صاحب صدر جماعتِ احمدیہ گنج مغلپورہ کا نکاح میری بھانجی عزیزہ انیسہ خانم صاحبہ بنت مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقفِ زندگی کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے مبارک و بابرکت فرمائے۔ آمین۔

(محمد صدیق امرتسری سابق مبلّغ افریقہ و سنگاپور)

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشادِ مبارک کے ماتحت محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے میری ہمشیرہ عزیزہ عصمت جہاں بنت مکرم خدابخش صاحب مرحوم کا نکاح عزیز رشید احمد صاحب ابن مکرم چوہدری رحمت علی صاحب آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ سے ۲۹/۱۲/۶۹ کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں مبلغ دو ہزار یک صد روپے حق مہر پر پڑھا احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اِس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک فرمائے۔ (محمد نواز مومن۔ دفتر الفضل ربوہ)

احمدیت کا روحانی انقلاب

بہت سے لوگوں کو اس کا علم ہی نہیں کہ احمدیت دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کر رہی ہے اور اسلام سے دور لوگوں کو اسلام کے قریب لا رہی ہے۔ دوسرے لوگوں کے نام الفضل جاری کروا کر انہیں احمدیت کی ان کامیابیوں سے روشناس کرائیے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

دُعا اور اس کے آداب

تقریر محترم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۹ء

(۳)

ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کوششوں کے پھل تو ضرور دیتا ہے خواہ وہ ایمان والے ہوں یا نہ ہوں اور اگر ان کی کوششیں صرف دنیا کے لئے ہوں تو انہیں دنیوی مال و متاع دیتا ہے۔ اور جس کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے۔ لیکن ایسا شخص حقیقی اخلاق اور روحانی حصّہ کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور بدیوں میں مبتلا ہو کر یا خدا سے دُور رہ کر جہنم میں چلا جاتا ہے۔ یہ مال و متاع اسے جہنم سے بچا نہیں سکتا۔ بلکہ اس کے دل میں حرص و آز اور شہوت کی آگ بھڑکا کر اس کے لئے جہنم کا راستہ صاف کر دیتا ہے۔ اس قسم کا مال جو خدا تعالیٰ سے ناتہ توڑ کر حاصل کیا جاتا ہے انسان کو تسکین قلب دینے کی خاصیت سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ ایسے لوگ بدی اور اندھیرے اور گھبراہٹ میں دن گزار کر اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ ان کی دلی گھبراہٹ کا ایک بڑا باعث یہ بھی ہوتا ہے کہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ خوف انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے۔ اور کوئی اس کو نکال نہیں سکتا۔ ان کے جہنم کی ابتدا اسی دنیا سے ہو جاتی ہے۔ سو دعا سے مستغنی ہونے کا نتیجہ کیسا خطرناک ہے۔ دعا نہ صرف ہمیں دنیوی ضروریات کے حصول میں مدد دیتی ہے۔ بلکہ ہماری روحانی پرورش کا سامان بھی ساتھ ساتھ بہم پہنچاتی ہے۔ وہ ہماری عقلوں کو تیز کر کے ہماری ان سامانوں تک بھی رسائی کراتی ہے۔ جو عام حالات میں ہماری پہنچ سے باہر ہوتے ہیں۔ اور ہمارے اندر بے پناہ امید اور حوصلہ پیدا کرتی ہے۔ اور ہمارا اس حسن و احسان کے سرچشمہ سے تعلق قائم کرتی ہے۔ اور ہمیں ابدی راحت اور آرام کا وارث بناتی ہے۔ دُعا اگر تمام شرائط کے ساتھ کی جائے۔ تو ہمیں گویا خدا کی گود میں بٹھا دیتی ہے۔ اور ہر لمحہ ہماری دستگیری اور حفاظت کرتی ہے۔ ہمارے عزم بلند ہوتے ہیں اور ہم خدائی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے کسی کام کو بھی اپنے لئے مشکل نہیں سمجھتے۔ یہ سب دعا کی برکات ہیں جو اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔

اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا (فرقان آیت آخری)

یعنی تُو ان سے کہہ دے کہ تیرے رب کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔ اگر تمہاری طرف سے دعا نہ ہو۔ پس جب تم نے اس حقیقت کو جھٹلا دیا۔ تو یہ مستقل عذاب بن کر تمہارے ساتھ چمٹ جائے گی

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ عاجز انسان کا تعلق اپنے رب اور مالک و آقا کے ساتھ دعا کے ذریعہ ہی استوار رہتا ہے۔ اگر بندہ اس کے آگے گر نہ جائے اور عاجزی سے کام نہ لے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جوا اپنی گردن پر نہ اٹھائے۔ تو خدا تعالیٰ کو اس کی کیا پرواہ ہے۔ وہ تو بے نیاز ہے۔ اس کو کسی کی ضرورت نہیں۔ لیکن انسان اس کا سراسر محتاج ہے۔ اس کا خدا کے آگے نہ جھکنا اور اس کی اطاعت نہ کرنا خود اس کے لئے عذاب بن جائے گا۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس کی اخلاقی اور روحانی نگہداشت کا کوئی سامان نہ رہے گا اور وہ فیضانِ الٰہی جو انسان کی اخلاقی اور روحانی پرورش کرتا ہے۔ اس کی طرف آنا بند ہو جائے گا۔ پس وہ گناہ اور بدی میں ڈال دیا جائے گا۔ جو وہی درحقیقت جہنم ہے۔

دعا کے بارے میں ایک یہ وسوسہ بھی پیدا کیا جاتا ہے کہ تدبیر کے ہوتے ہوئے دعا کی کیا ضرورت ہے اس کا جواب بھی اوپر آچکا ہے کہ دعا تدبیر انسانی کو صائب بناتی ہے۔ جن سامانوں کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور راستے میں پیدا ہونے والی مشکلات کو دُور کر کے امر مطلوبہ حاصل کراتی ہے۔ محض تدبیر بسا اوقات خطا جاتی ہے۔ ہاں دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو تدبیر میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ اور اس میں جو خامیاں رہ جاتی ہیں۔ ان کو دُور کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی انسان اپنے حقیقی مقصد زندگی کی طرف بڑھتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت میں ترقی پاتا ہے۔ وہ تدبیر کی ہر کڑی میں خدا کا ہاتھ کام کرتا ہوا دیکھتا ہے۔ اور زندگی کے چشمہ کو پہچان لیتا ہے۔ پس دعا سے دونوں کام بن جاتے ہیں۔ دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔ محض تدبیر آخرت کے فائدہ سے خالی رکھتی ہے۔

قبولیتِ دعا کے متعلق ایک اور بات بھی قابلِ وضاحت ہے وہ یہ ہے کہ قبولیتِ دعا سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ بعینہٖ اسی شکل میں دعا کو قبول کیا جائے جس شکل میں وہ کی گئی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اسے جس رنگ میں انسان کے لئے مفید سمجھتا ہے اسے قبول فرماتا ہے۔ انسان تو کمیٔ علم کی وجہ سے بعض دفعہ اپنے لئے ایسی چیزیں بھی مانگ لیتا ہے جو درحقیقت اس کے لئے نقصان رساں ہوتی ہیں۔ جس طرح بچہ آگ کا چمکتا ہوا انگارا دیکھ کر اسے لینا چاہتا ہے۔ لیکن اس کی ماں جانتی ہے۔ کہ اس کا ہاتھ جل جائے گا۔ اس لئے اس کے قریب جانے نہیں دیتی۔ البتہ اسے کوئی اور اچھی چیز دے کر اسے تسلی دیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی رحم فرماتا ہوا ایسی دعائیں قبول نہیں فرماتا۔ جو اسے جسمانی یا روحانی نقصان پہنچانے والی ہوں بلکہ اپنے فضل بے پایاں سے اس قبولیت کو کسی اور شکل میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور ہر دعا کے ساتھ اپنی معرفت میں ترقی دیتا ہے۔ جو اس سے کبھی دلگیر نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ہماری دعا اسی طرح منظور نہیں ہوئی جس طرح ہم نے چاہا تھا۔ ہمارا رحیم و کریم خدا ہمیں جو کچھ اس کے نتیجہ میں دیتا ہے وہی درحقیقت ہمارے لئے بہتر ہوتا ہے۔ ہماری اصل دعائیں تو دینی مقاصد کے لئے ہونی چاہئیں۔ باقی سب کچھ تو ضمنی چیزیں ہیں۔ اور مومن کو ان کی ضرورت صرف دینی مقاصد کو ترقی دینے کے لئے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نہایت درجہ جامع دعا سکھائی ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (بقرہ)

یعنی اے ہمارے رب تو دنیا میں بھی ہمیں حسنات دے اور آخرت میں بھی حسنات دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ حسناتِ دنیا میں ہر وہ چیز داخل ہے۔ جو ہمیں حقیقی مقصدِ زندگی کے حصول میں مدد دیتی ہے۔ اس میں سب دنیوی نعمتیں بھی آجاتی ہیں جیسا کہ باعزت رزق صحت۔ علم۔ نیک بیوی۔ نیک اور خوشحال اولاد۔ نیکی۔ تقویٰ۔ دینی خدمت معرفت اور محبت الٰہی وغیرہ حسناتِ آخرت میں جنت۔ اور اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے فضل بے پایاں سے چاہے انسان تو ان کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتا۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچائیں دنیوی اور اخروی دونوں عذاب آجاتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

وعن انس رضی اللہ عنہ قال کان اکثر الدعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (متفق علیہ) زاد مسلم فی روایتہ قال و کان انس اذا اراد ان یدعو بدعوۃٍ دعا بھا واذا اراد ان یدعو بدعاء دعا بھا فیہ (ریاض الصالحین)

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اللھم اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النّار

اور مسلم نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب کوئی دعا مانگنے کا ارادہ کرتے۔ تو یہ دعا مانگتے تھے اور جب کبھی اور دعا کرنے کا ارادہ کرتے تو اس دعا کو بھی اس میں شامل کرتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی سوانح میں آپ کا ایک رویا آتا ہے کہ آپ نے

حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ یہ دعا بہت مانگا کرو۔

اب مَیں اس مضمون کے دوسرے حصّہ کو لیتا ہوں کہ دعا کی قبولیت کی شرائط کیا ہیں۔ یا وہ کونسے آداب ہیں جن کو ملحوظ رکھا جائے تو دعا خدا تعالےٰ کی طرف سے شرفِ قبولیت پاتی ہے۔ کچھ آداب کا ذکر تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اقتباسات میں بھی آجاتا ہے۔ جو اوپر درج کئے جا چکے ہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو سارے آداب ہی ان میں آجاتے ہیں۔ بہر حال اب یہاں کسی قدر تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ قبولیتِ دعا کے لئے پہلی ضروری شرط یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کے مجیب الدعوات اور قادر ہونے پر یقین ہو۔ یعنی وہ عاجز انسانوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور اپنے لاانتہار رحم و کرم سے انہیں شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ اور وہ انسان کی سب مشکلات کے دُور کرنے اور اس کی سب امیدیں برلانے پر کامل قدرت رکھتا ہے

اللہ تعالےٰ نے جہاں دعا کرنے کا حکم فرماتا ہے وہاں ساتھ ہی اس کی قبولیت کی بشارت دیتا ہے۔ بتوں اور دوسرے معبودانِ باطلہ کے جھوٹا ہونے کی یہ دلیل بھی بیان فرماتا ہے کہ وہ تمہاری دعائیں نہیں سنتے اور نہ کسی چیز کے بنانے پر قادر ہیں۔ بلکہ مکھی جیسی چھوٹی چیز بھی اگر ان سے کچھ چھین کرلے جائے تو اسے واپس بھی نہیں لے سکتے۔ گویا نہ وہ مجیب الدعوات ہیں اور نہ قادر بلکہ لاشئے محض ہیں۔

ایک جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے۔

هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ
تَدْعُوْنَ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ
اَوْ يَضُرُّوْنَ (انبیاء)

یعنی کیا وہ تمہاری دعا سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو۔ یا تمہیں کوئی نفع دے سکتے ہیں یا کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس سے کچھ آگے فرماتا ہے۔

هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ
يَنْتَصِرُوْنَ

یعنی کیا وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں؟ کوئی بدلہ لے سکتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ جب ان کے باطل ہونے کی دلیلیں دیتا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ خود یہ صفات نہ رکھتا ہو۔ یہ مضمون قرآن کریم میں کئی جگہ بیان ہوا ہے۔ ایک جگہ نہائت ہی حسین اور دلکش پیرایہ میں فرماتے ہیں:۔

وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ
فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ
وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ۔
وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ
الْبٰقِيْنَ۔ وَتَرَكْنَا
عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ۔
سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى
الْعٰلَمِيْنَ۔ اِنَّا كَذٰلِكَ
نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ۔ اِنَّهٗ
مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(صافات آیات ۷۶ تا ۸۲)

ترجمہ۔ اور ہمیں نوحؑ نے پکارا تھا اور دیکھو ہم کیسا ہی اچھا جواب دینے والے ہیں۔ ہم نے اسے اور اس کے اہل وعیال کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی۔ اور ہم نے اس کی اولاد کو باقی رکھا اور اس کے بعد آنے والی قوموں میں اس کے ذکرِ خیر کو قائم رکھا۔ نوحؑ پر تمام جہانوں میں سلامتی ہو۔ ہم اسی طرح سے احسان کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو ہم پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں۔

محسنین سے مراد سنوار کر نیکی کرنے والے یا مخلوقِ الٰہی کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پر حقیقی ایمان رکھنے میں اس کی صفات پر یقین رکھنا بھی شامل ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے کس خوبصورتی اور شان کے ساتھ اپنا مجیب الدعوات ہونا بیان فرمایا ہے۔ تا اس کے عاجز بندوں کو تسلّی ہو۔ اور وہ اس کی طرف پورے اخلاص کے ساتھ جھکیں۔ اور اس سے اپنی حاجات مانگیں۔ اور اس در کو چھوڑ کر کسی اور طرف نہ جائیں۔ اور محروم اور خاسر نہ بن جائیں۔ اس نے اپنے بندے نوح علیہ السلام کو کس طرح تمام مصائب اور مشکلات سے نجات دی۔ مخالفین اس کو اور اس کے اہل و عیال کو تباہ کرنے کے درپے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ اُن مخالفین پر طوفان لایا۔ جس سے وہ سارے کے سارے تباہ و ہلاک ہوئے اور نوح علیہ السلام اور ان کے اہل کو بچا لیا گیا۔ اور ان کے نیک نام کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھا گیا۔ وہ طوفان مخالفوں کے لئے تباہی لیکن نوح علیہ السلام کے لئے سلامتی کا پیغام لایا۔ یہ اس قادر اور رحیم کریم خدا کی کیا شان تھی جو اپنے ایک نیک بندے کے لئے ظاہر ہوئی لیکن یہ سلوک صرف اسی تک محدود نہیں بلکہ جو بھی نیکی کو ایسا سنوار کر کرے اور اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔ کہ وہ اپنے مولا کو پسند آجائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائیگا۔ اس کو بھی اسی طرح سلامتی میں لایا جائے گا اور اس کے نام کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھا جائے گا۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اس کی شان کیا عجیب ہے۔

احسان کے معنی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائے ہیں۔

ان تعبد اللہ کانک
تراہ فان لم تکن تراہ
فانہ یراک (بخاری حدیث جبرئیل)

یعنی تو اللہ تعالےٰ کی عبادت ایسے طور پر کرے۔ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔ ایسی حالت میں عبادت میں جو خوبصورتی اور اخلاص پیدا ہوجاتا ہے وہ ظاہر ہی ہے۔ وہ اس کے حضور میں کھڑا ہو کر ہر قسم کی فریاد کرتا ہے۔ اس کے آگے عاجزی کرتا ہے۔ اس سے اس کی معرفت اور محبّت مانگتا ہے۔ باقی سب طرف سے اس کی آنکھیں بند ہوجاتی ہیں۔ اور صرف وہ عظمتوں والا خدا ہی اس کے سامنے ہوتا ہے۔ تب وہ صدق اور اخلاص سے بھر جاتا ہے۔ اور اپنے خدا کی نگاہ میں محسن ٹھہرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ محسنوں والا معاملہ کیا جاتا ہے۔

سورۂ صافات کے اسی رکوع اور اگلے رکوع میں اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت موسےٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت الیاسؑ اور حضرت لوط علیہم السلام کا ذکر اسی محبت اور پیار سے کیا ہے۔ اور ان کی دعاؤں کو سنکر ان کی تکلیفوں کے بھی اسی طرح رفع کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح سورۂ انبیاء رکوع ۶ میں بھی قبولیت دعا کی بہت سی مثالیں دی ہیں۔ اس میں حضرت نوحؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت ذوالکفلؑ، حضرت ذوالنون (حضرت یونس) حضرت ذکریاؑ۔ اور حضرت مریم علیہم السلام کا ذکر ہے۔ اور ہر ایک کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کی دعا کو قبول کرتے ہوئے ہم نے اس کی تکلیف کو دور کیا۔ سبحان اللہ وہ کیسا رحیم و کریم خدا ہے۔ کہ وہ اپنے عاجز بندوں کو ان کی ضرورت کے وقت چھوڑ نہیں دیتا۔ بلکہ ان کی عاجزانہ دعاؤں کو سنتا۔ اور ان کی مشکل کشائی فرماتا ہے

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین کی دعاؤں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے وہ قبولیت بخشی گئی۔ کہ نہ اس سے پہلے کسی کو دی گئی تھی۔ اور نہ ہی اس کے بعد کسی کو آپ سے الگ ہو کر دی جائیگی۔ ہاں آپ کے طفیل جو کچھ کسی کو دیا جائے۔ وہ آپ ہی کو دیا جاتا ہے۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے ذریعہ صرف انفرادی تکالیف ہی دور نہ کی گئیں۔ جو وہ بھی کوئی کم اہمیت رکھنے والی نہ تھیں۔ اور بڑی لمبی تفصیل رکھتی ہیں۔ بلکہ ان دعاؤں کے طفیل دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا گیا۔ اور ایک انقلاب عظیم برپا کیا گیا۔ عرب کسی شمار میں نہ تھے۔ ان کو دنیا کا فاتح بنا دیا گیا۔ روحانی مردوں کو ایسی زندگی بخشی گئی۔ کہ وہ نہایت درجہ خوبصورت نظر آنے لگے۔ شراب میں مست رہنے والوں کو خدا کی محبت کی شراب پلا دی گئی۔ ہر وقت لڑائی اور فساد میں مبتلا رہنے والوں کو امن اور امان اور عبادت الٰہی میں زندگی گزارنے والا بنا دیا۔ ان پڑھوں اور جاہلوں کو حکمت و دانائی کا سرچشمہ بنا دیا جن سے نکل کر علوم تمام دنیا میں پھیلے۔ ایسا نظارہ اس سے پہلے دنیا نے نہ دیکھا تھا۔ یہ سب خدا کے اس پیارے کی دعاؤں کی برکت تھی جس کو

دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ
قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (نجم ۱۰)

کا مقام دیا گیا تھا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا سے ملنے کے لئے اس کے قریب ہوئے اور وہ خدا بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ملنے کے لئے اوپر سے نیچے آگیا۔ اور وہ دونوں کمانوں کے متحدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کرلی اور آپ کو

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

(انفال آیت ۱۸)

کا مقام بھی دیا گیا۔ یعنی نہیں تو نے پھینکا جب تو نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔ سو آپ کی دعاؤں کی قبولیت اسی نسبت سے ہونی ضروری تھی۔

(باقی)

تقویٰ کے حصول کے ذرائع اور اس کی ضرورت و اہمیت

(مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے سابق مبلغ افریقہ منگاپور)

تقویٰ کا مضمون بڑا وسیع ہے اس لئے اپنی طرف سے اس مضمون پر روشنی ڈالنے کی بجائے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور آپ کی کتب سے ہی حضور کی اپنی بیان فرمودہ ایمان افروز اور پُر معارف تشریحات ایسی ترتیب کے مطابق درج ذیل کی جاتی ہیں کہ تقویٰ کے معنی مفہوم اس کی ضرورت و اہمیت اور اس کے حصول کے ذرائع اور اس بارے میں ہمارے فرائض اور ذمہ داری ہم پر پورے طور پر واضح ہو جائے۔

سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ تقویٰ کے معنی کیا ہیں اور تقویٰ کسے کہتے ہیں سو جاننا چاہیئے کہ تقوےٰ کے عام لفظی معنی بچنے اور مجتنب رہنے کے ہیں اور قرآنی اصطلاح میں تقویٰ سے بالعموم نیکی کی وہ قوت اور مسابقت الی الخیرات کی وہ روح مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے جس کے زیر اثر ایک مومن اپنی ہر حرکت و سکون میں خفیف سے خفیف گناہ اور معصیت سے بکلی مجتنب رہتا اور پرہیزگاری کی باریک در باریک راہوں کی رعایت رکھتا ہے اور اس طرح خلوت و جلوت ہر حالت میں اور ہر قیمت پر صراط مستقیم پر گامزن رہتا ہے اور ایسے مشتبہ امور سے بھی جن کے متعلق خفیف سے خفیف شبہ پایا جاتا ہو کہ شاید وہ بُرے ہوں بچنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ بعض امور کو شریعت نے جائز رکھا ہے ان میں بھی انسان حد اعتدال سے تجاوز نہیں کرتا قرآن کریم نے اس مضمون کو تقوےٰ کے ضمن میں نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے حضور فرماتے ہیں :۔

"تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر جو گناہ سے پیدا ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۱)

نیز فرماتے ہیں :۔

"تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقوےٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگ گناہ سے بچنا تقوےٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے"

الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء

پھر فرماتے ہیں :۔

"امور تین قسم کے ہوتے ہیں اوّل یقینی بدیہی یعنی ظاہری دیکھتے ہیں ہی ایک بات بالبداہت بُری یا بھلی ہے دوم یقینی نظری یعنی ویسا یقین تو نہیں پھر بھی نظری طور پر دیکھتے ہیں وہ امر اچھا یا بُرا ہو۔ سوم امور مشتبہ یعنی ان میں شبہ ہو کہ شاید بُرے ہوں پس متقی وہ ہے کہ اس احتمال اور شبہ سے بھی بچے اور تینوں مراتب کو طے کرے"

(الحکم ۳۰ اگست ۱۹۰۱ء)

تقویٰ کے معنی اور مراد معلوم کرنے کے علاوہ ہمیں یہ بھی جاننا چاہیئے کہ تقویٰ اختیار کرنا کیوں ضروری ہے سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی جو اسے تمام دیگر ادیان سے ممتاز کرتی اور اسے ایک لازوال فوقیت بخشتی ہے یہ ہے کہ اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب کی طرح صرف نجات کو ہی انسان کا منتہائے مقصود قرار نہیں دیتا بلکہ وہ اعمال صالحہ بجا لانے کی صورت میں ہر سچے مومن کو فلاح کی ضمانت دیتا ہے نجات کے معنی اعمال بد اور ان کے بُرے نتائج و انجام سے بچنا ہیں۔ دوسری طرف فلاح سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہر لحاظ سے فائز المرام قرار پاکر اس کے بے انداز انعامات و افضال کا وارث بن جائے۔ اسلام اپنے ہر سچے پیرو کو اس فلاح کی ضمانت دیتا ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ متقیوں کی علامات بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے اولٰئک علٰی ھدًی مِن ربھم واولٰئک ھم المفلحون کہ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت پر قائم ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو نجات ہی نہیں بلکہ فلاح پانے والے ہیں۔ پس اسلام نجات کو ہی نہیں بلکہ فلاح کو انسان کی پیدائش کا مقصود قرار دیتا ہے جس کے حصول کے لئے تقویٰ اختیار کرنا ایک لازمی شرط ہے۔ چنانچہ فلاح کے حصول کے ذرائع پر جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں روشنی ڈالی ہے وہاں تقویٰ اختیار کرنے کو لازمی قرار دیا ہے اور اس بارے میں ایک بنیادی بات اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ فلاح اور حقیقی اور سچی اور مکمل کامیابی کا حصول انہیں لوگوں کے لئے مقدر ہوتا ہے جو کہ اپنے زمانہ کے مامور من اللہ اور امام وقت پر ایمان لا کر حزب اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی جماعت اور اس کے مقدس گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور جو لوگ مامور من اللہ کا انکار کر کے اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوتے ہیں۔ وہ کبھی فلاح اور کامیابی کا منہ نہیں دیکھتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا اِن حزب اللّٰہ ھم المفلحون (مجادلہ آیت ۲۲) سن رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہوا کرتا ہے۔ اور منکرین کے متعلق فرماتا ہے انّہ لا یفلح الکافرون یعنی حقیقت یہ ہے کہ کافر انکار کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے پس ثابت ہوا کہ تقوےٰ کے حصول کی پہلی اور اہم ترین شرط یہ ہے کہ انسان اپنے زمانہ کے مامور و مرسل کو سچے دل سے قبول کرے اور اس کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہو کر سچے طور پر ان راہوں پر قدم مارے کہ جو راہیں تقویٰ اور فلاح و کامیابی کے لئے اس مامور من اللہ نے معین فرمائی ہوں۔

اس زمانہ کے مامور و مرسل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی ہم سب نے خدا کے فضل و کرم سے بیعت کی ہوئی ہے اپنی جماعت کے ہر فرد کے لئے تقویٰ کو لازمی قرار دیتے ہیں بلکہ حضور کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں متقیوں کا ایک مضبوط اور مخلص گروہ پیدا کرنے کے لئے ہی مبعوث فرمایا ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں :۔

"خدا نے ہمیں جس بات پر مامور فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے تقویٰ ہونا چاہیئے نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ یہ حرام ہے اگر تم تقوےٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہو گی پس تقویٰ پیدا کرو ۔۔۔۔۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں کے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ و طہارت کے میدان میں ترقی کریں تو یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز موثر نہیں ہو سکتی۔"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء)

اسی طرح حضور قرآنی آیت انما یتقبّل اللّٰہ من المتقین کہ اللہ تعالیٰ صرف متقیوں کی دعائیں اور عبادتیں قبول کرتا ہے کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کن الفاظ میں اُس لذت اور سرور کو دُنیا کو سمجھاؤں یہ تو محسوس کرنے سے ہی پتہ لگے گا تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو تا قبولیت دعا کا اثر حاصل ہو۔ دعا کرنے والا کامل درجہ تک متقی ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کا مقبول وہی بندہ ہوتا ہے جس کا شعار تقوےٰ ہو اور جس نے تقویٰ کی باریک راہوں کو پکڑا ہو۔"

(ملفوظات جلد اوّل)

حضور علیہ السلام کے ان ارشادات عالیہ سے یہ قطعی اور واضح طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور اپنی جماعت کے ہر فرد سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ تقوےٰ کی راہوں پر قدم مارنے والا اور تقوےٰ شعاری کو اپنا خاص مسلک اور شعار خصوصی بنانے والا ہو حضور فلاح و کامیابی کے حصول اور خاص طور پر دعا کی قبولیت اور اس کا سرور حاصل کرنے کے لئے تقویٰ کو اشد ضروری قرار دیتے ہیں۔

پس حضور علیہ السلام نے جس دلسوزی اور درد اور شفقت و محبت سے اپنی جماعت کو تقوےٰ کی راہوں پر قدم مارنے اور ہر حالت میں تقویٰ شعاری کو اپنانے اور اس پر مداومت اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی ہے وہ اس بات کی مقتضی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس امر سے غافل نہ ہو اور تقویٰ کی راہ پر گامزن ہو کر نجاح و فلاح اور دینی و دنیوی کامیابی میں کمال حاصل کرنے کے لئے ہر دم کوشاں رہے۔ (باقی)

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔

چندہ سائنس بلاک جامعہ نصرت

(حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی)

۱۹۶۶ء کی مجلس مشاورت کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ نصرت میں سائنس بلاک کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے نصف خرچ یعنی پچھتر ہزار روپے جمع کرنے کی ذمہ داری لجنہ اماء اللہ پر ڈالی تھی۔ لیکن اس وقت تک قریباً اٹھارہ ہزار روپے لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے جمع کئے ہیں اور ابھی ستاون ہزار روپے جمع کرنے بہنوں کے ذمہ ہیں۔ بلاک کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اور تین سَو یا اس سے زائد چندہ دینے والی بہنوں کے نام بلاک پر کندہ کئے جائیں گے۔ بحیثیت لجنہ ابھی تک بہت کم لجنات نے اس سلسلہ میں خاص کوشش کی ہے۔ ضرورت ہے کہ جلد از جلد اس رقم کو جو ہماری بہنوں کی قربانیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں بہت جلد جمع کیا جائے۔ میرے گزشتہ اعلان کے بعد مندرجہ ذیل رقوم آئی ہیں:-

۱-	لجنہ ربوہ	۵۰ — ۵۵
۲-	لجنہ کراچی	۷۵ — ۳۸
۳-	لجنہ گوکھووال چک نمبر ۱۲۱	۰۰ — ۹
۴-	حلقہ جات لاہور	۰۰ — ۶۰
۵-	بیگم میر مشتاق صاحب لاہور	۰۰ — ۲۰
۶-	بیگم نثار مرزا صاحب لاہور	۰۰ — ۲۰
۷-	خاکسار مریم صدیقہ	۰۰ — ۲۵

امتحان کمشن محررین صدر انجمن احمدیہ پاکستان

ان امیدواران کی آگاہی کے لئے جنہوں نے کمشن صدر انجمن احمدیہ کے امتحان میں شرکت کے لئے درخواست دی ہے اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ امتحان انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۴ صلح ۱۳۴۹ہش (مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۷۰ء) بروز ہفتہ دس بجے صبح مسجد مبارک ربوہ میں ہوگا۔ کاغذ قلم ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔ اگر درخواست کے ہمراہ تعلیمی سرٹیفکیٹ۔ تصدیق صدر جماعت یا امیر جماعت مقامی اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی نہ بھجوائے گئے ہوں تو ہمراہ لیتے آئیں۔

انٹرویو مورخہ ۲۵ صلح ۱۳۴۹ہش (مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۷۰ء) کو ۹ بجے صبح نظارت بیت المال (آمد) میں ہوگا۔

اخراجات آمد و رفت بذمہ امیدوار۔

خاکسار محبوب عالم خالد

سیکرٹری کمشن صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

اطفال الاحمدیہ کی ماہانہ رپورٹ

تمام مجالس اطفال الاحمدیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ماہوار کارگزاری کی رپورٹ ہر ماہ باقاعدگی سے مرکز میں ارسال کریں۔ جو مجالس رپورٹ بھجوانے میں سست ہیں ان کو چاہیئے کہ آئندہ ہر ماہ کی دس تاریخ تک رپورٹ مرکز میں بھجوا دیا کریں۔ دیہاتی مجالس کی سہولت کے لئے ایک مختصر رپورٹ فارم تیار کرا دیا ہے۔ یہ فارم مرکز سے طلب کریں۔

(مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

اعلاناتِ نکاح

مورخہ ۲۶/۱۲/۶۹ء کو محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے چوہدری داؤد احمد صاحب ابن چوہدری محمد یسین صاحب مرحوم ساکن اسلام آباد کا نکاح محترمہ منعمہ احسان بنت چوہدری احسان الٰہی صاحب بھٹی ساکن راولپنڈی سے پڑھا۔ اور چوہدری انیس احمد صاحب بھٹی ابن چوہدری علی احمد صاحب مرحوم ساکن راولپنڈی کا نکاح محترمہ محسنہ احسان بنت چوہدری احسان الٰہی صاحب بھٹی ساکن راولپنڈی سے پڑھا۔

مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۹ء کو مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نے چوہدری انور احمد صاحب ابن چوہدری محبوب احمد صاحب مرحوم سرگودہا کا نکاح محترمہ امۃ المتین بنت چوہدری خلیل احمد صاحب انجام ساکن محلہ اراضی یعقوب سیالکوٹ سے پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ سب نکاح فریقین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔

(کرامت احمد خاں دارالرحمت وسطی ربوہ)

شکریہ احباب

خاکسار کے والد چوہدری عزیز احمد صاحب ایڈووکیٹ وزیر آباد کی وفات پر مجھے دوستوں اور بزرگوں کی طرف سے تعزیت و ہمدردی کے بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ایک حادثہ میں چوٹ آنے کے باعث خاکسار قریباً دو ماہ بیمار رہا ہے۔ اس بارہ میں بھی احباب نے خاکسار سے بذریعہ خطوط اخوت و ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ مَیں ہر خط کا علیحدہ علیحدہ جواب دینے کے قابل نہیں ہوں اس لئے بذریعہ الفضل تمام بزرگوں اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور درخواستِ دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں صبرِ جمیل عطا فرمائے اور دین و دنیا میں ہمارا کفیل اور مددگار ہو۔ نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے تا کہ یہ عاجز جلد حسبِ سابق سلسلہ کی خدمت کے قابل ہو سکے۔

خاکسار عبد القدوس

مینیجر بشیر آباد اسٹیٹ۔ حال سکھر

ہمارے تجربہ میں تقریباً بارہ سال سے دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ کے مندرجہ ذیل مرکبات بکثرت آ رہے ہیں:-

۱- حبوبِ الفرا ۲- دوائی فضلِ الٰہی ۳- زد جامِ عشق

۴- مرکب قسنطین ۵- اکسیر جریان ۶- معجون فلاسفہ

اور دیگر مرکبات — یہ اعلیٰ اور معیاری ہونے کے علاوہ مناسب قیمت بھی ہیں۔

سٹاکسٹس:- کریم میڈیکل ہال امین پور بازار نزد مسجد احمدیہ لائل پور

کتاب

اِسلام کا اقتصادی نظام

جس میں سوشلزم کیپٹل ازم اور اسلامی نظام کا مقابلہ کر کے اسلامی نظام کی فوقیت ظاہر کی گئی ہے۔ کارڈ آنے پر مفت۔ پتہ صاف لکھیں۔

محمود احمد قمر ایڈووکیٹ سمن آباد لائل پور

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲- ان وصایا کو جو نمبر دئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دئے جائیں گے۔

۳- وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال - سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۹۸۱۳

میں محمد شریف ولد خیر الدین ننگلی قوم اراعیں پیشہ زمیندارہ عمر ۳۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۶ گ ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۶/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

	روپے
۱- زرعی اراضی ۵ کنال مالیتی	۲۰۰۰
۲- مکان کچا ایک مالیتی	۵۰۰
۳- بھینس ایک	۸۰۰

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے سالانہ آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد:- محمد شریف ولد خیر الدین صاحب چک ۹۶ گ۔ب ڈاکخانہ چک ۱۰۱ گ ب ضلع لائلپور

گواہ شد:- علی محمد ولد عیدا صاحب چک ۹۶ گ ب۔ ضلع لائلپور

گواہ شد:- بشیر احمد ولد علی محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۹۶ گ ب ضلع لائلپور

مسل نمبر ۱۹۸۱۴

میں غلام صغریٰ بنت نظام الدین صاحب قوم انصاری پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت ۵ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

الامتہ:- غلام صغریٰ بنت نظام دین صاحب ساکن مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ۔

گواہ شد:- بشیر احمد ولد نظام الدین صاحب مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ۔

گواہ شد:- مولوی عبد الغفور خادم معلم وقف جدید مدرسہ چٹھہ۔

مسل نمبر ۱۹۸۱۵

میں رشیدہ بیگم بنت پیر محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمد ساکن مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۶/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں مجھے اس وقت ۵/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

الامتہ:- رشیدہ بیگم بنت پیر محمد صاحب مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ

گواہ شد:- پیر محمد ولد غلام محمد صاحب مدرسہ چٹھہ۔

گواہ شد:- عبد الغفور خادم معلم وقف جدید مدرسہ چٹھہ۔

مسل نمبر ۱۹۸۱۶

میں امتہ البصیر بنت میاں عبد الرحیم احمد صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت ۵/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

الامتہ:- امتہ البصیر بنت میاں عبد الرحیم احمد صاحب ربوہ

گواہ شد:- عبد الرحیم احمد تحریک جدید ربوہ

گواہ شد:- مرزا خلیل احمد دار الصدر ربوہ

مسل نمبر ۱۹۸۱۷

میں طیبہ صدیقہ بنت مولوی ظہور حسین صاحب قوم ککے زئی پیشہ تعلیم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۹/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

	روپے
۱- گھڑی کلائی مالیتی	۱۳۰/-
۲- ایک جوڑی بالیاں طلائی مالیتی	۵۰۰

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۵/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ:- طیبہ صدیقہ بنت مولوی ظہور حسین صاحب ربوہ۔

گواہ شد:- ظہور حسین ولد حسین بخش صاحب دار العلوم ربوہ۔

گواہ شد:- سید عبد الحی ولد سید عبد المنان صاحب مرحوم ربوہ۔

مسل نمبر ۱۹۸۱۸

میں قدسیہ حمیدہ بنت مولوی ظہور حسین صاحب قوم ککے زئی (ملک) پیشہ تعلیم عمر ۱۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۸/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے

۱- ایک عدد گھڑی کلائی مالیتی	۵۰/-
۲- ایک جوڑی بالیاں مالیتی	۳۳

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۵/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ:- قدسیہ حمیدہ بنت مولوی ظہور حسین ربوہ۔ گواہ شد:- ظہور حسین ولد حسین بخش صاحب دار العلوم ربوہ

گواہ شد:- سید عبد الحی ولد سید عبد المنان صاحب ربوہ۔

جن مجالس میں نیا انتخاب نہیں ہوا

جن مجالس خدام الاحمدیہ میں قائد کا نیا انتخاب نہیں ہوا۔ ان میں موجودہ قائدین کام جاری رکھیں۔ اور جلد انتخاب کروا کر بھجوائیں۔ نئے انتخاب کی منظوری آنے سے قبل سابقہ عہدیدار ہی کام کریں گے۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ
ربوہ

مبلّغینِ مغربی افریقہ اور وکالتِ تبشیر کی طرف سے

غانا اور نائیجیریا سے تشریف لانیوالے معزز مہمانوں کے اعزاز میں استقبالیہ تقاریب

ایک استقبالیہ تقریب میں ازراہِ شفقت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے بھی شرکت فرمائی

امسال سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز ربوہ میں جلسہ سالانہ کے موقع پر جہاں پاکستان کے کونے کونے سے شمعِ احمدیت کے فدائی برکات وفیوض کے حصول کے لئے جمع ہوئے وہاں ممالکِ غیر سے بہت سے خدامِ احمدیت نے اپنے امام ومطاع کے کلماتِ طیّبات سننے کیلئے لمبے سفروں کی صعوبتیں برداشت کیں اور وہ اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے اس بابرکت اجتماع میں شریک ہوئے کہ یاتون من کلّ فجٍ عمیق ویاتیك من کلّ فجٍ عمیق۔

ان سعادت مند احباب میں سے اشانٹی ریجن غانا کے صدر جناب الحاج حسن العطاء اور نائیجیریا کے جناب ظفر اللہ الیاس بھی تھے۔ دونوں اصحاب سلسلہ کے فدائی ہیں اور جماعت کے لئے اپنے دلوں میں بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ اوّل الذکر جناب حسن العطاء تیسری مرتبہ مرکزِ سلسلہ میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے ہیں جبکہ ظفر اللہ الیاس آف نائیجیریا کو پہلی دفعہ جلسہ سالانہ کی برکات کے حصول کی توفیق حاصل ہوئی۔ ان دونوں اصحاب کی مرکز میں حاضری اِس امر کی کھلی کھلی شہادت ہے کہ جماعتِ احمدیہ نے افریقہ کے علاقوں میں اسلام کی شمع کو روشن کیا اور لاکھوں بے دین وغیر مسلم بلکہ مشرکین کو حلقہ بگوشِ اسلام کرنے کی توفیق حاصل کی۔ مغربی افریقہ میں کام کرنے والے بیسیوں مبشرینِ اسلام میں سے اِس وقت پاکستان میں مقیم سولہ مبلّغینِ مغربی افریقہ نے اپنے ان مہمان بھائیوں کے اعزاز میں مورخہ ۳۱ ردسمبر ۱۹۶۹ء کو بوقت دس بجے صبح تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس میں ایک استقبالیہ دعوت کا انتظام کیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور جلسہ سالانہ کے بے پناہ کام کے باعث تکان کے باوجود مبلّغین کرام کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے شرکت فرمائی اور تقریباً ایک گھنٹہ معزز مہمانوں سے مصروفِ گفتگو رہے۔ حضور نے اکرامِ ضیف کے پیشِ نظر اپنے دستِ مبارک سے معزز مہمانوں کو چائے بنا کر پیش کی۔ حضور کے یہ خدام ممنونیت واحسان کے جذبہ سے معمور ہو کر پوری توجہ اور خلوص سے اپنے آقا کے کلمات سے لُطف اندوز ہوتے رہے۔ جناب الحاج حسن العطاء کی خواہش کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے حضور نے ان کے ساتھ ایک تصویر بھی کھنچوائی جس کے بعد ایک دوسری تصویر لی گئی جس میں حضور کے ساتھ معزز مہمان مکرم وکیل التبشیر صاحب اور جملہ مبلّغینِ کرام بھی شریک ہوئے حضور ان سے بھی حالات دریافت فرماتے رہے اور انھیں شرفِ مصافحہ بخشا۔ چونکہ جناب الحاج حسن العطاء دو بجے کے قریب لائلپور پہنچنے والے تھے جہاں سے انہوں نے ہوائی جہاز کے ذریعہ واپسی کے سفر کا آغاز کرنا تھا اِس لئے حضور نے لمبی دعا کے بعد معزز مہمان کو معانقہ اور دست بوسی سے مشرف کرنے کے بعد الوداع کہا۔ تقریباً ایک گھنٹہ کی یہ پُرلُطف تقریب اپنی یاد معزز مہمانوں اور مبلّغینِ کرام کے دلوں میں قائم رہے گی۔

اِس استقبالیہ کے بعد وکالتِ تبشیر کی طرف سے دونوں معزز مہمانوں کے لئے ایک دعوتِ ظہرانہ ترتیب دی گئی جس میں محترم جناب صاجزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر اور مبلّغینِ کرام کے علاوہ ہمارے قادیان کے درویش بھائیوں نے بھی شرکت کی۔ کھانے کے بعد محترم جناب وکیل التبشیر صاحب نے الحاج حسن العطاء کی خدمت میں تفسیر القرآن انگریزی کی ایک جلد اپنے دستخط سے پیش کی اور انہیں دعا ومعانقہ کے ساتھ رخصت کیا۔ ہمارے یہ معزز مہمان تو واپس وطن کو روانہ ہو چکے ہیں مگر جناب ظفر اللہ الیاس آف نائیجیریا ابھی کچھ عرصہ تک مرکز میں مقیم رہ کر روحانی برکات سے بہرہ ور ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

احبابِ جماعت سے گزارش ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مبلّغینِ کرام کو دُنیا کے تاریک ترین گوشوں تک بھی اسلام واحمدیت کی شمع روشن کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین ٭

٭

معلمین وقفِ جدید کی تقرری کے سلسلہ میں

ضروری اعلان

معلمین کی تعلیمی کلاس کے اختتام پر معلمین کی نئی تقرریوں پر غور کیا جائے گا۔ ایسی جماعتیں جو اپنے ہاں وقفِ جدید کا مرکز قائم کرنا چاہتی ہیں وہ مہربانی فرما کر جلد از جلد اپنے کوائف سے مطلع کریں ورنہ سال کے دوران میں ایسی درخواستوں پر غور کرنا مشکل ہوگا۔

۱۔ **وقفِ زمین**

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق جو دیہات دس ایکڑ یا زائد زمین وقف کریں ان کا حق بہرحال مقدم سمجھا جائے گا۔ اس میں ایسی زمین شمار نہیں ہوگی جو بنجر اور بے کار ہو۔

۲۔ **عارضی مراکز**

اگر زمین وقف نہ ہو سکے تو جو دیہات سالانہ چندہ وقفِ جدید کے علاوہ قیام مراکز کے سلسلہ میں اوسطاً دس ایکڑ زمین کی آمد کے لگ بھگ دینے کا وعدہ کریں ان کے ہاں بھی اس وقت کے لئے عارضی مرکز کھولا جا سکتا ہے جب تک کہ وہ یہ رقم سالانہ ادا کرتے رہیں۔

۳۔ ایسی جماعتیں جو نامساعد حالات کی بناء پر مرکز کے قیام کے لئے کچھ بھی ادا نہ کر سکیں مگر تربیت یا اصلاح وارشاد کے لحاظ سے غیر معمولی توجہ کی مستحق ہوں ان کو بھی حسبِ توفیق مدِّ نظر رکھا جائے گا۔

۴۔ ایسی جماعتیں جو نئی قائم ہوئی ہوں اور احمدیت کے رنگ میں صحیح تربیت کی محتاج ہوں وہاں بھی ابتدائی عرصہ کے لئے مرکز کھولا جا سکتا ہے۔

پس ان امور کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے امراء / پریذیڈنٹ صاحبان اپنے مطالبات امیر صاحب ضلع کی معرفت بھجوائیں ٭

(ناظم ارشاد وقفِ جدید)

مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کا

عزمِ انگلستان

(بقیہ صفحہ اوّل)

جذبۂ خدمت کو بڑھائے۔ انہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے اور خیریت سے واپس لائے اور ایک پیار کرنے والے ہمدرد معالج کی حیثیت سے انہیں اپنوں اور غیروں سب کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔۔ اِس مختصر خطاب کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ احباب شریک ہوئے۔

احباب اِن ایام میں مکرم ڈاکٹر صاجزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کے بخیریت منزلِ مقصود پر پہنچنے وہاں ہر طرح خیر وعافیت کے ساتھ رہنے اور کامیاب وکامران بخیریت واپس آنے کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں ٭

گمشدہ طلائی کڑے کی تلاش

چار پانچ تولے کا ایک طلائی کڑا جو نقشین ہے اور جس کے دونوں سروں پر شیر کی شکل بنی ہوئی ہے ۲۸ ردسمبر ۱۹۶۹ء کو ربوہ میں زنانہ جلسہ گاہ سے باہر آتے ہوئے ... کہیں گر گیا تھا۔ اگر کسی بھائی یا بہن کو ملا ہو تو براہِ کرم درج ذیل پتہ پر پہنچا کر ممنونِ احسان فرمائیں۔

اہلیہ چوہدری عبدالمالک
معرفت چوہدری فضل احمد صاحب نائب ناظر تعلیم ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴